بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزے کے مقاصد

ارشاد ربانی ہے : اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم تقوی اختیار کرو۔ (البقرۃ ۱۸۳)

تقوی کا مطلب ہے کہ دل میں رب کا خوف اور ڈر اس طرح جاگزیں ہو جائے کہ ہر کام کرنے سے پہلے انسان یہ دیکھے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز؟ حلال ہے یا حرام؟ اس سے رب راضی ہوگا یا نہیں؟

تقوی کا مفہوم سمجھنے کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مناسبت سے بیان کردہ واقعہ بہت ضروری ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ اے امیرالمومنین تقویٰ کس کو کہتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا! کہ کیا تیرا گزر کبھی ایسی راہ سے ہوا ہے جہاں کانٹے اور جھاڑیاں ہوں؟ اُس شخص نے کہا، ہاں! میں اپنی زندگی میں کئی بار ایسے پرخاردار راستوں سے گزرا ہوں۔ تب آپ نے فرمایا کہ تو جب ایسے راستے سے گزر رہا ہوتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ اُس شخص نے جواب دیا کہ اے امیرالمومنین! میں اپنا دامن کانٹوں سے بچا بچا کر چلتا ہوں کہ کہیں میرے کپڑے کانٹوں سے نہ اُلجھ جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا کہ دنیا میں برائیوں سے اپنا دامن بچا بچا کر چلنا ہی تقویٰ کہلاتا ہے۔

:روزے سے یہ تقویٰ کس طرح پیدا ہوتا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لیے تین باتیں پیش نظر رہنی چاہیئں

پہلی یہ کہ روزہ اس احساس کو آدمی کے ذہن میں پوری قوت کے ساتھ بیدار کر دیتا ہے کہ وہ اللہ کا بندہ ہے۔ نفس کے چند بنیادی مطالبات پر حرمت کا قفل لگتے ہی یہ احساس بندگی پیدا ہونا شروع ہوتا اور پھر بتدریج بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ روزہ کھولنے کے وقت تک یہ اس کے پورے وجود کا احاطہ کر لیتا ہے۔

دوسری یہ کہ روزہ اس احساس کو بھی دل اور روح کی گہرائیوں میں اتار دیتا ہے کہ آدمی کو ایک دن اپنے پروردگار کے حضور میں جواب دہی کے لیے پیش ہونا ہے۔ ماننے کو تو یہ بات ہر مسلمان مانتا ہے، لیکن روزے میں جب پیاس تنگ کرتی، بھوک ستاتی اور جنسی جذبات پوری قوت کے ساتھ اپنی تسکین کا تقاضا کرتے ہیں تو یہی احساس جواب دہی ہے جو آدمی کو بطن و فرج کے ان مطالبات کو پورا کرنے سے روک دیتا ہے

تیسری یہ کہ تقویٰ کے لیے صبر ضروری ہے، اور روزہ انسان کو صبر کی تربیت دیتا ہے۔ بلکہ صبر کی تربیت کے لیے اس سے زیادہ آسان اور اس سے زیادہ موثر کوئی دوسرا طریقہ شاید نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں ہم جس امتحان سے دوچار ہیں، اس کی حقیقت اس کے سوا کیا ہے کہ ایک طرف ہمارے حیوانی وجود کی منہ زور خواہشیں ہیں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کا یہ مطالبہ ہے کہ ہم اس کے حدود میں رہ کر زندگی بسر کریں؟ یہ چیز قدم قدم پر صبر کا تقاضا کرتی ہے۔

اشاد ربانی ہے :

اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقوی کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔ (الاعراف ۹۶)

حقیقت میں رمضان کا مقصد ہی تقوی کا حصول ہے – یہ ہی وہ گوہر مقصود ہے جو اگر اہل ایمان کے حصہ میں آجائے تو وہ ہر مشکل اور تکلیف میں اور ہر طرح کے نامساعد حالات میں رب اور آپ ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چل سکتے ہیں۔